مدارس رجسٹریشن کا قضیہ

حقائق وخدشات

خطاب: حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی زید مجدہٗ
صدر وفاق المدارس العربیہ، پاکستان

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدنا ونبينا وحبيبنا ومولانا محمد خاتم النبيين وإمام المرسلين وعلىٰ اٰله وأصحابه أجمعين وعلىٰ كل من تبعهم بإحسانٍ إلىٰ يوم الدين . . . أما بعد :

مدارس کے خلاف پروپیگنڈا

آج کل عام لوگوں کے ذہنوں کو مشوش کرنے کے لیے یہ پروپیگنڈا کیا جارہا ہے کہ حکومت تو یہ چاہ رہی ہے کہ مدارس چونکہ تعلیمی ادارے ہیں، لہٰذا انہیں وزارتِ تعلیم کے ساتھ وابستہ ہونا چاہیے اور اہلِ مدارس یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں تو سوسائٹیز ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہونا ہے، جبکہ سوسائٹیز ایکٹ تو وزارتِ صنعت وتجارت سے تعلق رکھتا ہے یا وزارتِ داخلہ سے تعلق رکھتا ہے۔ لوگوں کو یہ بات سمجھ نہیں آرہی کہ ہم وزارتِ تعلیم کی بجائے سوسائٹیز ایکٹ کے تحت کیوں رجسٹریشن پسند کرتے ہیں؟

سوسائٹیز ایکٹ کیا ہے؟

اولاً یہ سمجھنا چاہیے کہ سوسائٹیز ایکٹ کیا چیز ہے؟ سوسائٹیز ایکٹ درحقیقت ایک ایسا قانون ہے جس کے تحت آپ کوئی ایسی سوسائٹی یا پرائیویٹ ادارہ بنا سکتے ہیں، یعنی آپ کو کوئی بھی ادارہ بنانا ہو، کوئی بھی تعلیم دینی ہو، کوئی رفاہی کام کرنا ہو، اپنا تربیتی ادارہ قائم کرنا ہو، پیشہ وارانہ تعلیم وتربیت کرنی ہو، یہاں تک کہ کوئی آرٹس کونسل قائم کرنی ہو تو وہ سارے کے سارے پرائیویٹ ادارے اس سوسائٹیز ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہوتے ہیں اور ہوتے چلے آرہے ہیں، جس کا حاصل یہ ہے کہ سوسائٹیز ایکٹ پرائیویٹ اداروں کو

رجسٹرڈ کرنے کا ایک ڈاکخانہ ہے کہ جس کے ذریعے پرائیویٹ ادارے ایک قانونی حیثیت حاصل کر لیتے ہیں، اب وہ پرائیویٹ ادارے اپنے نظام کے تحت چلتے ہیں، اُن کا اپنا ایک طریقہ کار رہتا ہے، ان کے عہدے دار یا مجلسِ منتظمہ کے لوگ ہی اس کے تمام اُمور کے نگران ہوتے ہیں، ان کو مکمل اختیار ہوتا ہے کہ اپنی بنائی ہوئی سوسائٹی کے اندر جو نظم قائم کریں' کر سکتے ہیں، صرف اتنا ہے کہ وہ رجسٹرڈ ہو جاتے ہیں، اس کا معنی یہ ہے کہ ان کا وجود قانونی طور پر تسلیم کر لیا جاتا ہے، لیکن اپنے اندرونی معاملات میں وہ بالکل خودمختار آزاد ہوتے ہیں، انہیں یہ باور کرانے کی بھی ضرورت نہیں ہوتی کہ ہم خودمختار ہیں، بلکہ جوں ہی اس میں رجسٹرڈ ہوئے، تو اس رجسٹریشن کا مطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے نظام کے تحت اپنے ادارے کو چلانے کے لیے خودمختار ہیں۔

وزارتِ تعلیم کیا ہے؟

دوسری طرف وزارتِ تعلیم حکومت کا ایک ادارہ ہے اور حکومت کے ادارے کی حیثیت سے وہ اپنے سارے تعلیمی نظام کو کنٹرول کرتا ہے، اس کے ماتحت یونیورسٹیاں بھی آتی ہیں، اس میں وہ کالج، اسکول بھی آتے ہیں جو سرکار کے تحت قائم ہو رہے ہیں، یہ سب وزارتِ تعلیم کے نظام کے پابند ہو جاتے ہیں، سادہ لفظوں میں یہ فرق ہے کہ اگر سوسائٹیز ایکٹ کے تحت کوئی ادارہ رجسٹرڈ ہے وہ پرائیویٹ ہے اور اس کو اپنا نظام چلانے کا مکمل اختیار حاصل ہے اور اگر کوئی کسی وزارتِ تعلیم کے تحت وزارت کا حصہ بن گیا تو اس وزارت کے نظام کے اندر وہ آ گیا۔

مدارس حکومتی مداخلت سے آزاد پرائیویٹ ادارے ہیں

ہمارے مدارس کی بنیاد حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے وقت سے ہی اس بات پر ہے کہ یہ پرائیویٹ ادارے ہیں، ان کا حکومت سے کوئی تعلق نہیں ہے، ہمیں حکومت سے نہ کوئی امداد چاہیے، نہ ہی حکومت کی مداخلت برداشت ہے، ہم اپنے اکابر سے چلے آ رہے طریقہ کے تحت اپنی خودمختاری سے چلنا چاہتے ہیں، کسی ایسے ادارے کو اپنے اوپر مسلط نہیں کرنا چاہتے جو ہمارے اندرونی نظام میں دخل اندازی کرے، جو ہمارے طریقہ کار میں مداخلت کرے، جو کسی طرح بھی ہمارے مقاصد پر اثر انداز ہو۔ مدرسہ کو ہم اس سے آزاد رکھنا چاہتے ہیں اور یہ آزادی ہمیں سوسائٹی ایکٹ کے تحت ملتی ہے، کیونکہ وہ پرائیویٹ ہے، اس میں سارے ادارے پرائیویٹ ہیں۔

بہت سے تعلیمی ادارے اب بھی سوسائٹیز ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہیں، اس لیے کہ وہ پرائیویٹ

ہیں، اور پرائیویٹ طریقے سے اپنے نظام کے تحت چلنا چاہتے ہیں۔ ہمیں اس بات پر اس لیے اصرار ہے کہ وزارتِ تعلیم کے ساتھ منسلک نہیں ہونا، اور میری تو اول روز سے یہی رائے ہے۔

ایک مفاہمتی یادداشت سے متعلق غلط فہمی کا ازالہ

وزارتِ تعلیم کے متعلق اس سے قبل ہم نے انتہائی دباؤ کے حالات میں (ایک مفاہمتی یادداشت میں) اتنی سی بات تسلیم کی تھی کہ ٹھیک ہے، ہمارا ڈاکخانہ بدل جائے اور وزارتِ تعلیم کی طرف چلا جائے، لیکن جس اندیشہ کی بنا پر ہم وزارتِ تعلیم میں جانے سے پرہیز کررہے تھے، وہ اسی وقت حقیقت بن کر سامنے آگیا، جب ہمارے ساتھ مذاکرات میں ایک مفاہمتی یادداشت تیار ہوئی، جسے آج معاہدہ کا نام دیا جارہا ہے، وہ درحقیقت اصطلاحی اعتبار سے ایم او یو ہے، (یہ محض) مفاہمتی یادداشت ہوتی ہے، قانونی اعتبار سے اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا، اس کا مطلب صرف یہی ہوتا ہے کہ ابھی بات چل رہی ہے، اس کے اندر کچھ چیزوں پر مفاہمت ہوئی ہے۔

اس مفاہمت کا ایک حصہ یہ تھا کہ ہمارے بینک اکاؤنٹ کھلیں گے، ہم خودمختار آزاد رہیں گے، ہمارے غیرملکی طلباء کو ویزے ملیں گے، اس میں یہ بھی تھا کہ جب تک اس پر پوری طرح عمل نہیں ہوجاتا، سوسائٹیز ایکٹ کے تحت جو مدارس رجسٹرڈ ہورہے ہیں وہ اپنی جگہ رجسٹرڈ ہوتے چلے جائیں گے، یہ ابھی مفاہمتی یادداشت کے مرحلہ میں ہی تھی کہ ایک ارب روپے کا بجٹ بنا کر ایک ڈائریکٹریٹ قائم کردی گئی، جس کو ایک سابق ملٹری میجر جنرل کے ماتحت کردیا گیا، اور اس کے لیے مختلف جگہوں پر دفاتر قائم کرنا شروع کردیئے گئے، اور اس میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں کہ مدارس اپنے نظام میں آزاد اور خودمختار رہیں گے، لیکن آخر میں یہ بھی لکھا کہ وقتاً فوقتاً وزارتِ تعلیم کی طرف سے جو ہدایات آئیں گی، مدارس اس کے پابند ہوں گے۔ اس مرحلہ پر ہمیں اپنے اندیشے حقیقت بن کر سامنے نظر آنے لگے، ہم جو کہتے تھے کہ وزارتِ تعلیم میں جائیں گے تو کسی نظام میں پھنس کر اس کے تمام ارشادات کے تابع ہوں گے۔

مدارس حکومت کے ماتحت نہیں ہوسکتے

ہم یہ بات واضح کہہ دینا چاہتے ہیں کہ کسی حکومت کے ماتحت ہوکر ہم اپنے نصاب و نظام کو جاری نہیں رکھ سکتے، ایسا کرنا ہمارے لیے زہرِ قاتل ہے، ہم نے ایسا کرنے والوں کے انجام دیکھے ہیں، ہم نے سعودی عرب دیکھا، ہم نے امارات دیکھا، مصر دیکھا ہے، ہم نے شام دیکھا ہے کہ ان ممالک میں مدارس کو کس طریقے سے ختم کیا گیا، مدارس کو کس طریقے سے دبایا گیا، آج وہاں پر کوئی کلمۂ حق کہنے والا موجود نہیں

ہے، یا کوئی حق بات کہے تو اس کی جگہ جیل ہوتی ہے یا اس کے اوپر تشدد کیا جاتا ہے۔

الحمدللہ! پاکستان کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسلام کے لیے بنایا، پاکستان کو درحقیقت اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسلام کا قلعہ بنایا ہے، ہم یہاں یہ صورت حال کسی قیمت برداشت نہیں کرسکتے کہ ہمارے مدارس اور ہمارے علماء اس طرح ہوجائیں کہ ان کے سامنے کچھ بھی ہوتا رہے، وہ اپنی زبانوں کو بند رکھیں اور شیطانِ اخرس بن کر زندگی گزاریں۔

وزارتِ تعلیم کی ماتحتی میں اندیشے اور نقصانات

(حکومتوں کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ) جب کسی (ادارہ، شخص) کو گھیرنا ہوتا ہے تو شروع میں ساری پابندیاں عائد نہیں ہوتیں، شروع میں اس کے لیے ایک دانہ ڈالا جاتا ہے، اس کے بعد آگے جاکر اس کو کسی وقت میں گھیرا جاتا ہے، پوری تاریخ میں یہی طریقہ کار رہا ہے۔

ابھی اگرچہ اس (مفاہمتی یادداشت) میں لکھا ہوا ہے کہ اپنے نظام میں آزاد وخودمختار رہیں گے، لیکن اس کے باوجود ایک مرتبہ جب اس دائرے کے اندر آگئے، جبکہ اس میں یہ جملے بھی موجود ہیں کہ وزارتِ تعلیم کی طرف سے وقتاً فوقتاً ملنے والی ہدایات کے پابند ہوں گے، تو اب آپ دیکھیے آج کسی کی حکومت ہے، کل کسی اور کی حکومت ہوگی، وہ لوگ بھی حکومت میں وزارتِ تعلیم کے اندر آئیں گے، جو یہ کہہ رہے ہیں کہ مدارس جہالت کی یونیورسٹیاں ہیں، جنہوں نے مذاق اُڑاتے ہوئے کہا کہ مدارس تو صرف یہ سکھاتے ہیں کہ مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ تو یہ مدارس موجودہ زندگی کے ساتھ کیسے چل سکتے ہیں؟ تو ایسے لوگ بھی تعلیم کے نظام کے اندر آسکتے ہیں، کل کو کون آتا ہے؟ کچھ نہیں کہا جاسکتا، لہٰذا مدارس کو اس دائرے کے اندر لانے کے ہم بالکل سختی کے ساتھ مخالف ہیں۔

چونکہ سوسائٹیز ایکٹ پرائیویٹ اداروں کا قانون ہے، اس واسطے ہم پرائیویٹ اداروں کے طور پر اپنا کام کرنا چاہتے ہیں، جس میں ہمارے کام میں کوئی مداخلت نہ ہو، ہم خود الحمدللہ! اس حقیقت سے پوری طرح باخبر ہیں، وفاق المدارس پوری طرح باخبر ہے، اس بات کا یقین رکھتا ہے کہ ہمارے علماء کو موجودہ دور میں اپنا پیغام بہتر طریقے سے پیش کرنے کے لیے کن معلومات کی ضرورت ہے؟ ہم اپنے مدارس میں وہ معلومات پڑھانا چاہتے ہیں۔

مدارس کا اصل مقصد اور ایک اعتراض کا جواب

ہم اس لیے نہیں پڑھانا چاہ رہے، جو ساری دنیا یہ نامعقول بات کہتی ہے کہ مدارس سے ڈاکٹر

کیوں پیدا نہیں ہوتے؟ اس سے لا یر کیوں نہیں پیدا ہوتے؟ انجینئر کیوں نہیں نکلتے؟ مدارس کے فضلاء کسی ملٹری کے اندر کمیشن کیوں نہیں لیتے؟ اور اس بات کو بڑے فخر سے بیان کیا جاتا ہے کہ فلاں مدرسہ کے لوگ کمیشن لے چکے ہیں، وہ بریگیڈ یئر بن چکے ہیں، وہ کرنل بن چکے ہیں۔

ارے بھائی! یہ مدرسہ کرنل اور بریگیڈ یئر پیدا کرنے لیے نہیں تھا، یہ قرآن وسنت کا علم محفوظ کرنے لیے تھا، یہ عالم پیدا کرنے کے لیے تھا، یہ بتاؤ کہ پورے پاکستان میں کون سے سرکاری ادارے میں اسلام کی تعلیم دی جارہی ہے؟ کون سے سرکاری ادارہ میں حافظ پیدا ہورہے ہیں؟

مدارس اپنے مقصد میں کامیاب ہیں

اس ملک کی کسی مسجد میں کبھی یہ اعلان نہیں سنا ہوگا کہ ہمارے ہاں تراویح پڑھانے کے لیے حافظ نہیں ہے۔ حافظ زیادہ ہیں، مسجدیں کم ہیں، یہ حافظ کہاں پیدا ہورہے ہیں؟ جو حفاظ قرآن کریم کی خدمت انجام دے رہے ہیں، تراویح پڑھانے کے لیے موجود ہیں، یہ کہاں سے آرہے ہیں؟ کسی کالج سے؟ کسی یونیورسٹی سے؟ کسی انسٹی ٹیوٹ سے؟ یہی مدارس ہی ہیں جو یہ سب پیدا کررہے ہیں، کوئی آدمی یہ بتائے کہ کیا اس معاشرے کی ضرورت نہیں ہے کہ اگر کسی شخص کو کوئی دینی مسئلہ پیش آجائے تو اس کا جواب دینے والا کوئی موجود ہو؟

آج یہ ساری دنیا دیکھ لے کہ اگر کسی مسلمان کو کوئی نکاح طلاق کا بھی مسئلہ پوچھنا ہوتا ہے، بیع و شراء کا مسئلہ معلوم کرنا ہوتا ہے، نماز اور روزے کا پوچھنا ہوتا ہے تو وہ کیا کسی یونیورسٹی کے پروفیسر کے پاس جاتے ہیں؟ اس کے پاس جاتے ہیں جس نے اسلامک سٹڈیز کی ڈگری لے رکھی ہو؟ کیا کسی ایسی یونیورسٹی یا کسی پروفیسر کے پاس جاتے ہیں؟ جو اسلامک اسٹڈیز پڑھا رہا ہے؟

وہ اگر جاتے ہیں تو ان لوگوں کے پاس جاتے ہیں جن کے پاس قرآن وحدیث، فقہ، اصولِ فقہ کا پورا علم ہے، کیوں جاتے ہیں؟ اس لیے کہ یہ جانتے ہیں کی صحیح علم ان کے پاس ہے، انہیں دین صحیح طریقے سے آتا ہے۔

یہ سارا کام مدارس اس لیے کررہے ہیں اور اس طرح کررہے ہیں کہ ہم کسی کے تسلط کے روادار نہیں ہیں۔ ہم وہ بات کہیں گے جو قرآن کہتا ہے، ہم وہ بات کہیں گے، جو حدیث کہتی ہے، ہم وہ بات کہیں گے جو ہمارا دین کہتا ہے، اس وجہ سے ہم کوئی مداخلت کسی قیمت برداشت نہیں کرسکتے، اگر کریں گے تو ہم تو اپنے فرضِ منصبی میں زبردست کوتاہی کے مرتکب ہوں گے، اور ہم نے اللہ اور رسول (ﷺ) کے ساتھ جو عہد

کیا ہے، اس سے غداری کے مرتکب ہوں گے۔ اس لیے یہ فرق ہے سادہ لفظوں میں کہ مدارس پرائیویٹ ہیں یا سرکار کے تحت ہیں، پرائیویٹ ہیں یا سرکاری تسلُّط پر ہیں، بنیادی سوال یہ ہے۔

مدارس کا صنعت وتجارت سے تعلق نہیں ہے

سوسائٹیز ایکٹ میں ہم پرائیویٹ طریقے پر کام کررہے ہیں، اس کا صنعت وتجارت سے کوئی تعلق نہیں ہے، اس کا تعلق ایک سوسائٹی سے ہے، اس میں کچھ بھی ہوسکتا ہے، یہ سوسائٹی کچھ بھی کرسکتی ہے، جس طرح ایک ٹرسٹ ہوتا ہے، وہ ٹرسٹ جو چاہے کرسکتا ہے، اسی طرح سوسائٹیز ایکٹ کے ساتھ رجسٹرڈ ہوکر ایک سوسائٹی بنتی ہے اور وہ سوسائٹی اپنے نظام کے مطابق جو چاہے کرسکتی ہے اور وزارتِ تعلیم میں جائیں گے تو ہم سرکار کے ماتحت ہوں گے۔

یہ ہماری گزارشات ہیں، یہ ہمارا اصل مقصود ہے اور اس وجہ سے ہم اس پر ڈَٹے ہوئے ہیں اور ان شاء اللہ! ڈَٹے رہیں گے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....